کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کی مماثلت

از علامہ عبدالحکیم اختر خاں
شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب التوحید و تقویۃ الایمان کی مماثلت

وہابی علماء و مورخ ایک عرصہ سے یہی شور مچاتے آرہے ہیں کہ ہمارے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی جب اپنے قافلے سمیت ۱۲۳۸ھ میں حج بیت اللہ کی غرض سے گئے تھے تو اُن کی اصحابِ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے قطعاً ملاقات نہیں ہوئی تھی اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ۱۲۰۶ھ میں انتقال ہوگیا تھا۔ اِس سے وہ حضرات بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پہ وہابیت کا لیبل لگانا انصاف سے بعید اور برطانوی سازش ہے۔ وہابیت کی نسبت سے وہ حضرات فوراً سیخ پا ہو جاتے ہیں اور تحریر و تقریر میں اِس نسبت کو برٹش گورنمنٹ کی شرارت قرار دینا ہی کافی و شافی جواب گردانتے ہیں:

[1] محمد جعفر تھانیسری: حیات سید احمد شہید، ص ۳۱۶

ہمیں سرِدست اِس بات سے کوئی واسطہ نہیں کہ دہلوی صاحب اینڈ کمپنی کی قاضی شوکانی سے ملاقات ہُوئی تھی یا نہیں؛ اِس بات سے بھی کوئی واسطہ نہیں کہ لفظ وہابیت کے استعمال میں برٹش گورنمنٹ کی منشاء کو دخل ہے یا نہیں؛ ہمیں صرف یہ دیکھنا اور دکھانا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے عقاید و نظریات میں کوئی مماثلت پائی جاتی ہے یا نہیں؛ اِس امر کا جائزہ لینے کی خاطر ہم نجدی امام الوہابیہ کی کتاب التوحید صغیر کی بعض عبارتیں حضرت مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) کی تصنیفِ لطیف سیف الجبار کے حوالے سے پیش کرتے ہیں اور اُن کے بالمقابل مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان سے عبارتیں پیش کرتے جائیں گے۔ ایسا کرنے سے ہماری غرض صرف یہی ہے کہ قارئین کرام خود فیصلہ فرمالیں کہ نجدی و ہندی وہابیہ کے مذہبی خیالات اور کتاب التوحید و تقویۃ الایمان میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے یا پوری مطابقت ہے؟

خیال رہے کہ کتاب التوحید صغیر وہی تصنیف ہے جسے نجدی امام الوہابیہ نے علمائے حرمین کی خدمت میں بھیجا تھا اور اُن بزرگوں نے اِس خرافات کے پلندے کا وہی جواب دیا تھا جو دین کے خادموں اور علمِ پیمبر کے وارثوں کو دینا چاہیے تھا۔ اب قارئین کرام دونوں کتابوں کی عبارتیں اور اُن کے تیور ملاحظہ فرمائیں:

(۱)

تقویۃ الایمان	کتاب التوحید صغیر
سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک اور توحید کے معنی نہیں سمجھتے۔۔۔۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں وما یومن اکثرھم باللہ	اعلموا ان الشرك قد شاع فی ھذا الزمان وذاع والامر قد اٰل الی ما وعد اللہ وقال وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔

الا وھم مشرکون۔ ؎۱

(۲)

وظہر ما قال رسول اللہ لا تقوم الساعۃ حتی تلتحق قبائل من اُمتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان رواہ الترمذی

وعن عائشہ قالت سمعت رسول اللہ یقول لا یذھب اللیل والنہار حتی تعبد اللات والعزّٰی فقلت یا رسول اللہ انی کنت لاظن حین انزل اللہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق یظھرہٗ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون ان ذٰلک سیکون باتاً قال انہ سیکون ماشاء اللہ ثم یبعث اللہ ریحاً طیبۃ فتوفی من کان فی قلبہ حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الیٰ دین اٰبائھم رواہ مسلم

اللہ صاحب نے سورۃ براۃ میں فرمایا ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر، اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی بُرا مانیں۔ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہو گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا، مر جائیں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ یعنی نہ اللہ کی تعظیم، نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق، بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے۔ سو اس طرح شرک ہیں

؎۱ اسمٰعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۲۹، ۳۰

فانا نری عامة مومنی هذا الزمان مشرکا۔

پڑ جائیں گے، کیونکہ اکثر اپنے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں۔ جو کوئی اُن کی راہ و رسم کی سند پکڑے، آپ بھی مشرک ہو جاوے۔[1]

(۳)

فقد ثبت بالنصوص القرآنیه ان من اعتقد النبی وغیره ولیّه فهو وابوجهل فی الشرک سواء۔[2]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔۔۔۔ مگر یہی پکارنا، منتیں ماننی، نذر و نیاز کرنی، اُن کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔[2]

(۴)

والشرک الاکبر هو الاشراک فیما خصصه الله تعالیٰ لنفسه وهو کثیر لکنا نذکر شیئا منه لیقاس علیه غیره فنقول هو اربعة اقسام۔ الاول الاشراک فی العلم اعنی اثبات مثل علم الله لغیره بکونه حاضرًا

اب یہ بات تحقیق کی چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کونسی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اُن میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے۔ سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور اُن کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنا ضرور ہے تا اور باقی باتیں اُن سے لوگ سمجھ لیں۔

[1] اسمٰعیل دہلوی، مولوی؛ تقویۃ الایمان، ص ۸۷

[2] ایضاً: ص ۳۲، ۳۳

وناظراً فی کل مکان ومطلعاً علیٰ کل شیئ وفی کل اٰن بعیداً کان او قریباً خفیاً کان او جلیاً فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ھو علیہ لصار مشرکاً وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبیؔ او ولی او ملک او جنّی او صنم ووثن وسواء کان یعتقد حصولہ لہ بذاتہ او باعلام اللہ تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکاً۔

سو اول بات یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر برابر ہر وقت رکھنی، دور ہو یا نزدیک، چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں.... یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں۔ سو جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے، دور و نزدیک سے پکارا کرے..... اور یوں سمجھے کہ جب میں اُس کا نام لیتا ہوں، زبان سے یا دل سے.... تو وہیں اُس کو خبر ہو جاتی ہے، اُس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی..... سو اِن باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے.... خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام اور امام زادے سے، خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یُوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [1]

(۵)

والثانی الاشراک فی التصرف اعنی اثبات مثل تصرف اللہ

دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادے سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا...

---

[1] اسمٰعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، ص ۳۵، ۳۶

لغیرہ سواء اعتقد ان قدرہ التصرف لہ بذاتہ تعالٰی اوباعطاء اللہ تعالٰی۔

کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یُوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یُوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی طاقت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ ل

(۶)

والثالث الاشراك فی العبادۃ ای تعظیم غیر اللہ کتعظیمہ اعنی الاعمال التی خصصھا اللہ تعالٰی لتعظیمہ مثل السجود و الرکوع والتمثل قائما یقف عند احد کما یقف فی الصلوٰۃ لہ والصوم لہ و شد الرحل الی بیتہ والتشکل الخاص بالاحرام والطواف والدعاءٔ من اللہ ھٰھنا والتقبیل وایقاد السرج والمجاورۃ والتبرك بالمآء والرجعۃ القھقرٰی وتعظیم حرمہ وامثال ذالك فمن فعل بنبیٍّ اوولیٍّ اوقبرہ واثارہ اومشاھدہ وما

تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ اُن کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اُس کے نام پر مال خرچ کرنا، اُس کے نام کا روزہ رکھنا، اُس کے گھر کی طرف دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا...... اور رستے میں اُس مالک کا نام پکارنا، نامعقول باتیں کرنے اور شکار سے بچنا اور اِسی قید سے جا کر طواف کرنا، اُس گھر کی طرف سجدہ کرنا، اُس کی طرف جانور لے جانے، وہاں منتیں ماننی، اُس پر غلاف ڈالنا، اُس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دُعا مانگنی.... اُس کے گرد روشنی کرنی، اُس کا مجاور بن کر اُس کی خدمت میں مشغول رہنا....

ل اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، ص ۳۶

يتعلق به شيئا من السجود والركوع وبذل المال له والصلوٰة له والصوم له والتمثل قائمًا وقصدًا لسفر اليه والتقبيل و الرجعة القهقرىٰ وقت التوديع وضرب الخباء وارخاء الستارة والستر بالثوب والدعا من الله هٰهنا و المجاورة والتعظيم حواليه واعتقاد كون ذكر غير الله عبادةً وتذكره في الشدائد ودعاءه بنحو يا محمّد يا عبد القادر يا حداد يا سمان فقد صار مشركًا كافرًا بنفس هٰذه الاعمال سواء اعتقد استحقاقه لهٰذا التعظيم بذاته اولا۔

اس کے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لے جانا، رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلنا...... پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا بھوت پری کو یا کسی کی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے نشان کو...... سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا جانور چڑھائے یا ایسے مکان میں دُور دُور سے قصد کر کے جائے...... چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اور اِسی قسم کی باتیں کرے، سو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اِس کو اشراک فی العبادہ کہتے ہیں، یعنی اللہ کی سی کسی کی تعظیم کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اِس تعظیم کے لائق ہیں یا یُوں سمجھے کہ اِن کی اِس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اِس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[1]

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۳۶ تا ۳۸

(۷)

الرابع الاشراك فی العادة اعنی تعظیم الغیر فی افعال عادة بما یجب للّٰہ تعالیٰ مثل الحلف باسم اللّٰہ تعالیٰ والتسمیة بعبد اللّٰہ واخلاص النذور والصدقات للّٰہ وامثال ذٰلک فمن حلف بغیر اللّٰہ اوسمی ولدہ عبد الرسول او عبد النبی او نذر لغیر اللّٰہ او تصدق لغیر اللّٰہ او قال نذر اللّٰہ ورسولہ و صدقة الی اللّٰہ ورسولہ فقد صار مشرکاً کافراً وھا انا اذکر الاقسام الاربعة واثبت ما ذکرت کلھا بالاٰیات والاحادیث فی الفصول الاٰتیة۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اُسی کی تعظیم کرتے رہیں تاکہ ایمان بھی درست ہو اور اُن کاموں میں بھی برکت ہو جیسے آڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی، مشکل کے وقت اُسے پکارنا، ہر کام کا شروع اُس کے نام سے کرنا.... پھر جو کوئی کہ انبیاء و اولیاء کی، اماموں، شہیدوں کی، بھوت پری کی اِس قسم کی تعظیم کرے جیسے آڑے وقت پر اُن کی نذر مانے، مشکل کے وقت اُن کو پکارے.... اپنی اولاد کا نام عبد النبی، امام بخش، پیر بخش رکھے..... سو اِن سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اِس کو الشرک فی العادة کہتے ہیں۔ یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے، سو غیر کی کرے۔[1]

(۸)

الفصل الثانی فی ردّ الاشراك فی العلم۔

اِس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔[2]

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۳۸، ۳۹ [2] ایضاً: ص ۵۳

(۹)

فمن اثبته لغیره نبیاً کان او ولیاً صنماً او وثناً ملکاً او جنیاً فقد اشرك بالله۔

اور جو کوئی کسی نبی اور ولی کو یا جن اور فرشتہ کو یا امام اور امام زادہ کو یا پیر اور شہید کو یا نجومی اور رمال کو...... یا بھوت اور پری کو ایسا جانے اور اُس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔[۱]

(۱۰)

وعن عائشة قالت من اخبر لشان محمداً یعلم الخمس التی قال تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة الآیة فقد اعظم الفریه۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں انّ اللہ عندہ علم الساعۃ (الآیۃ) سو بے شک اُس نے بڑا طوفان باندھا۔[۲]

(۱۱)

الفصل الثالث فی ردّ الاشراك فی التصرف۔

اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے اشراک فی التصرف کی برائی ثابت ہوتی ہے۔[۳]

(۱۲)

والانبیاء اذا یأمرهم الله بشئ یخافون ولا یستطیعون

اُس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ حکم فرماتا ہے، یہ سب رعب میں

---

۱ اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۵۴
۲ ایضاً: ص ۶۱
۳ ایضاً: ص ۶۳

التفتیش فی حکم السوال عنه ثانیًا۔

اگر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ ادب اور دہشت کے مارے دُوسری بار اُس بات کی تحقیق اُس سے نہیں کر سکتے۔ [1]

(۱۳)

فانما لا تکون الا بان یکون الشفیع وجیها فیخاف المشفوع الیه من عدم قبول شفاعته فوات مطالب مهمة برجوها من الشفیع لکونه ظهیرًا ومعاونًا۔

مگر اُس امیر سے دب کر اُس کی سفارش مان لیتا اور چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اُس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اُس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے۔ سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصّہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے۔ [2]

(۱۴)

واما ان یکون الشفیع محبوبًا فیتألم من عدم رضاه وهذان یستحیلان فی شانه تعالیٰ عما یصفون۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہزادوں میں سے یا بیگمات میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اُس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جائے اور چوری کی سزا نہ دینے دے۔ بادشاہ اس کی محبت سے

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان: ص ۶۶

[2] ایضًا: ص ۶۷

لاچار ہو کر اُس چور کی تقصیر معاف کر دے، تو اس کو شفاعتِ محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور وہ یہ بات سمجھا کہ ایک بار غصّہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اُس رنج سے کہ جو اُس محبوب کے رُوٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا۔ لے

(۱۵)

واما الشفاعة بالاذن التی کلا شفاعة وھو المذکور فی القرآن والحدیث فحالھا انھا لا تکون لاھل الکبائر الذین ماتوا بلا توبة ولا للمصرّین..... وکیفیة الشفاعة ان الحکیم العدل لما یری من عبدہ توبة و ندامة وانابة الیہ لا الی غیرہ یرحم علیہ ولکن حکمہ وفعلہ کلہ عدل لا یشوبہ جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سبب وان عفا عنہ

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں..... مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا۔ سو اُس پر شرمندہ ہے۔ رات دن ڈرتا ہے ..... بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا..... رات دن اُس کا مُنہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھیے میرے حق میں کیا حکم فرمائے۔ سو اُس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اُس پر ترس آتا ہے، مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اُس کے آئین کی قدر گھٹ نہ جائے۔ سو کوئی امیر وزیر

لے اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۶۸، ۶۹

وغفرله بلا سبب اختلّ قاعدة العدل وانتقص شان حكمه في اعين الناظرين ويحاجّونه فيأذن لمن يشاء ان يشفع له فيشفع فيعفوا في الحقيقة برحمته وفي الظاهر باسم شفاعة الشفيع حفظاً لقاعدة۔

اُس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اُس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اُس کی سفارش کا نام کر کے اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے ...... سو اللہ کی جناب میں اِس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اُس کے معنی یہی ہیں۔ [1]

(۱۶)

الى ان قال يا فاطمة انقذي نفسك من النار سليني من مالي ماشئت فاني لا اغني عنك من الله شيئا انظروا قنط النبي قرابته حتى ابنته من نفعه لهم عند الله فمال هؤلاء المجانين يرجون شفاعته لهم عند الله۔

سو اُنھوں نے سب کو، اپنی بیٹی تک کو کھول کر سُنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اُسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو، سو یہ میرا مال موجود ہے، اِس میں مجھ سے کچھ بخل نہیں۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ [2]

(۱۷)

الفصل الرابع في ردّ الاشراك

سو اِس فصل میں مذکور ہے کہ قرآن و

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۶۹، ۷۰۔

[2] ایضاً: ص ۷۶

فی العبادۃ۔

حدیث میں اللہ کی تعظیم کے لوگوں کو کون کون سے کام بتائے ہیں تاکہ اور کسی کے لیے وہ کام نہ کیجیے کہ شرک لازم آئے۔[۱]

(۱۸)

ولا یغتر سجدۃ الملٰئکۃ لاٰدم ویعقوب لیوسف کما یقولہ الجاھل فانہ صار منسوخاً کالنکاح مع الاخت۔

جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کر لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے۔ آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہیے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔[۲]

(۱۹)

فثبت بھٰذہ الاٰیۃ ان السفر الیٰ قبر محمد ومشاھدہ ومساجدہ واٰثارہ وقبر نبی وولی وسائر الاوثان وکذا طوافہ وتعظیم حرمہ وترک الصید والتحرز عن

سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کیلئے نہ کیا چاہئیں۔ کسی کی قبر پر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دُور دُور سے قصد کرنا سفر کی رنج و تکلیف اُٹھا کر، مَیلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا، وہاں جا کر جانور چڑھانے، منتیں پوری کرنی، کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا،

---

[۱] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۷۷

[۲] ایضاً: ص ۷۸

قطع الشجر وغیرها شرك اکبر فان الله تعالیٰ خصص هٰذه الامور لذاته وانزل هٰذه الاٰیة لبیانه۔

اُس کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اُکھاڑنا اور اِسی قسم کے کام کرنے اور اُن سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنا، یہ سب شرک کی باتیں ہیں، اِن سے بچنا چاہیے۔[1]

(۲۰)

الفصل الخامس فی ردّ الاشراك فی العادة۔

اِس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کاموں میں جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے اُس کی تعظیم طرح طرح سے کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نہ کرے۔[2]

(۲۱)

عن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت یارسول الله انت احق ان یسجد لك قال أرأیت لو مررت بقبری أكنت تسجد له فقلت لا فقال

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے۔ سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو۔ سو کہا میں نے البتہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے اُن کو۔

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۸۰

[2] ایضاً: ص ۹۱

لا تفعلوا اخرجہ ابوداؤد انظروا اعتذر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بمنع السجود لکونہ رمۃ فی قبرہ۔

پھر آیا میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ پھر کہا میں نے، گیا تھا میں حیرہ کو، سو دیکھا میں نے اُن لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو، سو بہت لایق ہو کہ سجدہ کریں ہم آپ کو۔ تو فرمایا مجھ کو، بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا تو سجدہ کرے اُس کو؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا تو مت کر ایسا۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لایق ہوں۔[1]

یہ چند عبارتیں بطور نمونہ بالمقابل پیش کر دی ہیں، ان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کے نقطۂ نظر میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ہندی امام الوہابیہ نے نجدی امام الوہابیہ کے عقاید و نظریات ہی کو پیش کیا ہے اور تقویۃ الایمان حقیقت میں کتاب التوحید صغیر ہی کا ترجمہ اور شرح ہے جیسا کہ مذکورہ عبارتوں سے واضح ہے۔ علاوہ بریں تقویۃ الایمان کے باب فصل اور جملہ آیات و احادیث وہی ہیں جو کتاب التوحید صغیر میں ہیں۔ ان حالات میں مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کو مذہب اہلسنّت و جماعت کا پیروکار اور اپنے خاندانی بزرگوں مثل شاہ عبدالرحیم محدّث دہلوی (المتوفی ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء)، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء)، شاہ عبدالقادر دہلوی (المتوفی ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء) اور شاہ رفیع الدین دہلوی (المتوفی ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) رحمۃ اللہ علیہم کا متبع سمجھا جائے یا محمد بن عبدالوہاب نجدی کی خارجیت و وہابیت کا مبلّغ مانا جائے؟ حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۱۱۱، ۱۱۲

دہلوی کا مذہب اہلسنت وجماعت کو ترک کرنا ایک اٹل حقیقت ہے جسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور اُن کا مبلغِ خارجیت و وہابیت ہونا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اِن حالات میں قاضی فضل احمد صاحب نقشبندی لدھیانوی نے فریاد المسلمین کے صفحہ ۹۰ سے فخرِ خاندانِ دہلی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جو بیان متعلقہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے نقل فرمایا ہے وہ مبنی برحقیقت معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب موصوف نقل کرتے ہیں:

"میری طرف سے کہو اُس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب (کتاب التوحید) بمبئی سے آتی ہے، میں نے بھی اُس کو دیکھا ہے، اُس کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ بے ادبی، بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگئی تو میں کتاب التوحید کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم (مولوی محمد اسمٰعیل) ابھی نوجوان بچے ہو، ناحق شور و شر برپا نہ کرو"[1]

چونکہ کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان ایک ہی چیز یا ایک ہی مضمون کے دو نام ہیں، لہٰذا جو کچھ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید کے بارے میں فرمایا یہی آپ کا نظریہ تقویۃ الایمان کے بارے میں ہونا چاہیے، یعنی:

۱۔ تقویۃ الایمان کے عقاید بھی صحیح نہیں ہیں۔

۲۔ تقویۃ الایمان بے ادبی اور بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔

۳۔ اگر آپ صحت مند ہو جاتے تو کتاب التوحید کی طرح تقویۃ الایمان کے ردّ کا ارادہ ظاہر فرماتے۔

۴۔ تقویۃ الایمانی عقاید و نظریات کی نشر و اشاعت کرنا حقیقت میں ناحق شور و شر برپا کرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام الوہابیہ کا اقراری کفر مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کے باب لا تقوم الساعۃ الا علیٰ اشرار الناس سے ایک

---

[1] قاضی فضل احمد: انوار آفتابِ صداقت، جلد اوّل، ص ۵۱۶

حدیث نقل کی، جس کا ترجمہ موصوف کے لفظوں میں یہ ہے:

"مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ: سُنا مَیں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے: نہیں تمام ہونے کے رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ پُوجیں لات اور عزّیٰ کو۔ سو کہا میں نے اے پیغمبرِ خدا! بیشک مَیں جانتی تھی کہ جب اتاری اللہ نے یہ آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی الخ کہ بیشک یوُں ہی رہے گا آخر تک۔ فرمایا: بے شک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ، پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی، جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان، سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔"[1]

اِس حدیث پر موصوف نے جو فائدہ جڑا ہے اُس کا درجِ ذیل حصّہ قارئین بغور ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ اِس کی تہہ میں کون سا جذبہ کارفرما ہے۔ موصوف نے لکھا ہے:

"سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس کا زور تو مقرر ہوگا، جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا، مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ یعنی نہ اللہ کی تعظیم، نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق، بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے۔ سو اِس طرح شرک میں پڑ جائیں گے۔ کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں۔ جو کوئی اُن کی راہ و رسم کی سند پکڑے، آپ بھی مشرک ہو جاوے۔ اِس حدیث سے معلوم ہُوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہُوا۔"[2]

---

[1] محمد اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۸۶، ۸۷

[2] ایضاً: ص ۸۷، ۸۸

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر سامنے آتے ہیں:

۱۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مذکورہ ہوا چل چکی ہے۔
۲۔ جن کے دل میں تھوڑا سا ایمان بھی تھا وہ سارے مر چکے ہیں۔
۳۔ اب صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جن میں بھلائی کا نشان بھی نہیں۔
۴۔ اب مسلمان کہلانے والے بھی شرک میں پڑ چکے ہیں۔
۵۔ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے کے باعث مسلمانوں میں قدیم شرک بھی رائج ہو گیا ہے۔

موصوف کی اِس تصریح و تشریح کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو خود مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی اور اُن کے سارے متبعین کو بھی مشرک ماننا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ اُن کی تحقیق یہی ہے کہ جن کے دِل میں رائی کے برابر بھی ایمان تھا وُہ مر گئے اور مشرک ہی مشرک باقی رہ گئے ہیں۔ دریں حالات یہ دہلوی صاحب کا اقراری کفر قرار پاتا ہے۔ پس مولوی اسمٰعیل صاحب کو سچا ماننے کی صورت میں سارے وہابیوں کو امام الوہابیہ سمیت مشرک ماننا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر انھیں مشرک نہ کہا جائے تو مصنّفِ تقویۃ الایمان کو جھُوٹا، دروغ گو اور مکفّر المسلمین ماننا لازم آئے گا۔ یہ وہابی حضرات کی اپنی پسند ہے کہ دونوں میں سے وہ کس راستے کو پسند کرتے ہیں؛

کاش! دہلوی صاحب کے متبعین کبھی اتنا سوچنے کی زحمت گوارا فرمالیں کہ وُہ اور اُن کے امام صاحب اِس زمین کے پردے کے علاوہ تحت الثّریٰ میں تو بسنے نہیں تھے اور کہیں رہتے ہیں کہ شرک کے اِس عالمگیر فتوے کی زد سے بچ جائیں۔ لامحالہ یہ خود اپنے مشرک ہونے کا اقرار ہے۔ مسلمانوں کو بات بات پر بلا وجہ مشرک ٹھہرانے کی قدرت نے دنیا میں یہ سزا دی کہ موصوف نے خود اپنا اور اپنے متبعین کا مشرک ہونا تسلیم کیا، جو آج تک برابر مشتہر ہوتا آ رہا ہے۔ کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۝